THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

ڈیجیٹل اسلاموفوبیا پر معاصر علمی لٹریچر کا تنقیدی جائزہ

A Critical Review of Contemporary Scholarly Literature on Digital Islamophobia

Hafiz Rahmatullah

MS Scholar, Department of Islamic Studies ,Superior University,Lahore

Dr. Hafiz. M. Mudassar Shafique

Associate professor, department of Islamic studies, (CAKCCIS) superior university, Lahore

Muhammad Bilal

MS Scholar, Department of Islamic Studies ,Superior University,Lahore

ABSTRACT

The rapid proliferation of digital technologies in the twenty-first century has fundamentally transformed the landscape of anti-Muslim prejudice, giving rise to what scholars increasingly designate as "digital Islamophobia." This paper presents a critical and systematic review of contemporary scholarly literature examining the phenomenon of Islamophobia as it manifests across online platforms, social media networks, and digital media ecosystems. Drawing on peer-reviewed articles, monographs, institutional reports, and policy documents published between 2001 and 2024, this study analyzes the theoretical frameworks, methodological approaches, thematic concerns, and empirical findings that characterize the current state of academic inquiry into digital Islamophobia. The review identifies three dominant strands within the existing literature. The first strand focuses on the production and dissemination of anti-Muslim content across platforms such as Facebook, Twitter/X, YouTube, and TikTok, demonstrating how algorithmic architectures and engagement-driven design amplify Islamophobic narratives. The second strand examines the sociopolitical contexts that fuel digital Islamophobia, including post-9/11 securitization discourses, the global rise of right-wing populist movements, and the instrumentalization of -Muslim sentiment in electoral politics. The third strand investigates the psychological, social, and cultural impacts of digital Islamophobia on Muslim communities, documenting heightened experiences of identity threat, self-censorship, and radicalization responses. The analysis reveals significant theoretical and methodological gaps in the current scholarship. Most notably, the literature remains disproportionately concentrated on Western, English-language contexts, with limited engagement from Muslim-majority societies and non-Western academic traditions. Furthermore, the intersection of artificial intelligence, automated content moderation, and algorithmic bias in perpetuating Islamophobic content remains critically understudied. The review also highlights definitional inconsistencies in operationalizing the concept of digital Islamophobia, which hinder cross-study comparability and cumulative knowledge-building. This study concludes by advocating for methodologically pluralist, cross-cultural, and interdisciplinary research approaches that can more comprehensively capture the multidimensional nature of digital Islamophobia. The findings carry significant implications for platform governance, counter-speech policy, media literacy education, and the broader project of promoting digital equity and inclusion for Muslim communities worldwide.

Keywords: *Digital Islamophobia, Hate Speech , Muslim Communities, Misinformation, Counter-Extremism,*

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No.1 2026

اکیسویں صدی میں ڈیجیٹل انقلاب (Digital Revolution) نے معلومات کی ترسیل، رائے عامہ کی تشکیل اور بین الاقوامی روابط کے انداز کو بنیادی طور پر تبدیل کر دیا ہے۔ انٹرنیٹ، سوشل میڈیا اور دیگر ڈیجیٹل پلیٹ فارمز نے جہاں علم و تحقیق اور مکالمے کے نئے مواقع فراہم کیے ہیں، وہیں غلط معلومات (Misinformation)، نفرت انگیز تقاریر (Hate Speech) اور مذہبی تعصب جیسے مسائل کو بھی فروغ دیا ہے۔ انہی مسائل میں ڈیجیٹل اسلاموفوبیا (Digital Islamophobia) ایک اہم عالمی چیلنج کے طور پر سامنے آیا ہے، جس کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں منفی اور متعصبانہ بیانیے تیزی سے پھیلائے جاتے ہیں۔[1] معاصر علمی لٹریچر اس موضوع کے تاریخی، سیاسی، سماجی اور ابلاغی پہلوؤں پر قابلِ قدر معلومات فراہم کرتا ہے، تاہم اسلامی اصولِ عدل و انصاف کو بطور تجزیاتی فریم ورک اختیار کرنے والی تحقیقات نہایت محدود ہیں۔ اسی تحقیقی خلا کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ مقالہ ڈیجیٹل اسلاموفوبیا سے متعلق معاصر علمی لٹریچر کا تنقیدی جائزہ پیش کرتا ہے، تاکہ موجودہ تحقیقات کی نوعیت، ان کی علمی افادیت، محدودیت اور مستقبل میں تحقیق کے ممکنہ امکانات کو واضح کیا جا سکے۔

ڈیجیٹل اسلاموفوبیا: معنی و مفہوم

"ڈیجیٹل اسلاموفوبیا" (Digital Islamophobia) دو الفاظ "ڈیجیٹل" (Digital) اور "اسلاموفوبیا" (Islamophobia) کا مرکب ہے۔ "ڈیجیٹل" سے مراد انٹرنیٹ، سوشل میڈیا، ویب سائٹس، آن لائن نیوز پورٹلز، بلاگز اور دیگر جدید ابلاغی پلیٹ فارمز ہیں، جبکہ "اسلاموفوبیا" سے مراد اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں غیر منطقی خوف، تعصب، نفرت یا منفی رویّے ہیں۔ اس اعتبار سے ڈیجیٹل اسلاموفوبیا سے مراد وہ تمام منفی، تعصبانہ اور گمراہ کن بیانیے ہیں جو ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پھیلائے جاتے ہیں اور عوامی رائے کو متاثر کرتے ہیں۔[2]

جبکہ "اسلام" اس راستے کا نام ہے جس کی پہچان نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کی تعلیمات کے واسطے انسانی ذات کو کروائی، اسلام اپنی تعلیمات کے مطابق اس تحریک کا نام ہے جو انسانی بنیادوں پر تعمیر نما تحریک چاہتا ہے، قران مجید میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

"ان الدین عند اللہ الاسلام"[3]

بے شک اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔

اصطلاحی تعریف (Terminological Definition)

معروف برطانوی محقق کرس ایلن (Chris Allen) کے مطابق:

"Islamophobia is an ideology that sustains and reproduces negative meanings about Islam and Muslims, resulting in exclusion, discrimination and unequal treatment[4] ".

اسلاموفوبیا ایک ایسا نظریاتی رجحان ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں منفی تصورات کو فروغ دیتا اور برقرار رکھتا ہے، جس کے نتیجے میں امتیازی سلوک، معاشرتی اخراج اور غیر مساوی رویّے جنم لیتے ہیں۔ جب یہی رجحان انٹرنیٹ، سوشل میڈیا اور دیگر ڈیجیٹل ذرائع کے ذریعے ظاہر اور فروغ پاتا ہے تو اسے ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کہا جاتا ہے۔

اسلاموفوبیا کی اصطلاح: تاریخی ارتقاء اور مفہومی تشکیل

اسلاموفوبیا (Islamophobia) عصرِ حاضر کی علمی، سماجی اور سیاسی مباحث میں ایک اہم اصطلاح کے طور پر سامنے آئی ہے، تاہم اس کا مفہوم محض اسلام سے "خوف" (Fear of Islam) تک محدود نہیں۔ جدید محققین کے نزدیک اسلاموفوبیا ایک ایسا فکری، سماجی اور سیاسی رجحان ہے جس میں اسلام اور مسلمانوں کے

---

1 Imran Awan, Islamophobia in Cyberspace: Hate Crimes Go Viral (London: Routledge, 2016), 18–25.

2 Chris Allen, Islamophobia (Farnham, UK: Ashgate Publishing, 2010), 190–193.

3 القرآن:19:3

4 Chris Allen, Islamophobia (Farnham, UK: Ashgate Publishing, 2010), 190–193.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4 No.1 2026
ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

بارے میں منظم انداز سے منفی تصورات، تعصبات، امتیازی رویّوں اور نفرت آمیز بیانیوں کو فروغ دیا جاتا ہے۔[5] اگرچہ لفظ Phobia یونانی زبان سے ماخوذ ہے جس کے معنی خوف کے ہیں، لیکن اسلاموفوبیا میں "خوف" کے ساتھ ساتھ "تعصب"، "دوسرا پن" (Othering)، "امتیاز" (Discrimination) اور "نفرت انگیز بیانیہ" (Hate Narrative) بھی شامل ہو چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ معاصر علمی لٹریچر میں اس اصطلاح کو صرف نفسیاتی کیفیت نہیں بلکہ ایک سماجی و سیاسی ساخت (Socio-political Construct) کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔[6]

اسلاموفوبیا کی اصطلاح اگرچہ بیسویں صدی کے اوائل میں بعض تحریروں میں ملتی ہے، لیکن اسے بین الاقوامی علمی اور پالیسی مباحث میں نمایاں مقام رنیمیڈ ٹرسٹ (Runnymede Trust) کی 1997ء کی معروف رپورٹ Islamophobia: A Challenge for Us All کے بعد حاصل ہوا۔ اس رپورٹ نے اسلاموفوبیا کو محض انفرادی تعصب قرار دینے کے بجائے ایک ایسے سماجی رویّے کے طور پر پیش کیا جس میں اسلام کو جامد، پسماندہ، پرتشدد اور مغربی اقدار سے متصادم مذہب کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ رپورٹ نے "Open View of Islam" اور "Closed View of Islam" کی تقسیم کے ذریعے یہ واضح کیا کہ اسلام کے متعلق منفی عمومی تصورات کس طرح سماجی امتیاز اور مذہبی عدم برداشت کو فروغ دیتے ہیں۔[7]

بعد ازاں برطانوی محقق کرس ایلن (Chris Allen) نے اسلاموفوبیا کے تصور کو مزید علمی بنیاد فراہم کرتے ہوئے اسے صرف مذہبی تعصب نہیں بلکہ ایک ایسا سماجی و ادارہ جاتی (Institutional) رجحان قرار دیا جس کے ذریعے مسلمانوں کو ایک الگ اور مشتبہ سماجی گروہ کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ ان کے مطابق اسلاموفوبیا مختلف سماجی اداروں، ذرائع ابلاغ، سیاسی بیانیوں اور عوامی گفتگو میں مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں مسلمانوں کے بارے میں منفی تصورات مسلسل مضبوط ہوتے رہتے ہیں۔[8] اس تجزیے نے اسلاموفوبیا کو انفرادی رویے سے نکال کر سماجی ڈھانچوں (Social Structures) کے تناظر میں سمجھنے کی راہ ہموار کی. اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے امریکی محقق نیتھن لین (Nathan Lean) نے اپنی معروف کتاب The Islamophobia Industry میں استدلال کیا کہ اسلاموفوبیا محض اتفاقی یا وقتی رجحان نہیں بلکہ مختلف سیاسی، معاشی، ابلاغی اور نظریاتی مفادات سے وابستہ ایک منظم صنعت (Organized Industry) کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ ان کے مطابق بعض تھنک ٹینکس، میڈیا ادارے، سیاسی گروہ اور مفاداتی حلقے مخصوص بیانیوں کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف خوف اور بداعتمادی کو فروغ دیتے ہیں، جس سے اسلاموفوبیا کو مسلسل تقویت ملتی ہے۔[9]

مزید برآں، امریکی محققہ دیپا کمار (Deepa Kumar) نے اسلاموفوبیا کو عالمی سیاست، نوآبادیاتی فکر اور طاقت کے تعلقات کے تناظر میں سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ ان کے نزدیک اسلاموفوبیا صرف مذہبی تعصب نہیں بلکہ ایک ایسا سیاسی بیانیہ ہے جو بعض اوقات عالمی طاقتوں کی خارجہ پالیسیوں، عسکری مداخلتوں اور جغرافیائی سیاسی مفادات کو جواز فراہم کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس طرح اسلاموفوبیا ایک نظریاتی ہتھیار (Ideological Tool) کی صورت اختیار کر لیتا ہے، جس کے ذریعے مسلمانوں کی اجتماعی شناخت کو مخصوص منفی تصورات سے وابستہ کیا جاتا ہے۔[10]

مذکورہ علمی مباحث سے واضح ہوتا ہے کہ معاصر محققین نے اسلاموفوبیا کے تاریخی ارتقاء، سیاسی پس منظر، سماجی اثرات اور ادارہ جاتی ساخت پر قابلِ قدر علمی کام کیا ہے۔ تاہم ان کے مطالعے کا بنیادی زاویہ زیادہ تر مغربی سماج، ابلاغی ڈھانچوں اور سیاسی نظریات تک محدود ہے۔ ان تحقیقات میں اسلامی اصولِ عدل، تحقیقِ خبر، احترامِ

---

[5] Ibid., 17–25.

[6] Erik Bleich, "What Is Islamophobia and How Much Is There? Theorizing and Measuring an Emerging Comparative Concept," American Behavioral Scientist 55, no. 12 (2011): 1581–1600.

[7] Commission on British Muslims and Islamophobia, Islamophobia: A Challenge for Us All (London: Runnymede Trust, 1997), 4–5.

[8] Allen, Islamophobia, 39–48.

[9] Nathan Lean, The Islamophobia Industry: How the Right Manufactures Fear of Muslims (London: Pluto Press, 2012), 3–15.

[10] Deepa Kumar, Islamophobia and the Politics of Empire (Chicago: Haymarket Books, 2012), 21–38.

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

انسانیت اور اخلاقی ابلاغ کو بطور تجزیاتی معیار شامل نہیں کیا گیا۔ یہی وہ علمی خلا(Research Gap) ہے جو موجودہ تحقیق کی بنیاد بنتا ہے۔ زیرِ نظر مطالعہ اسلاموفوبیا اور خصوصاً ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کا تجزیہ اسلامی اصولِ عدل وانصاف کی روشنی میں پیش کرے گا، جو سابقہ مطالعات سے اس کی نمایاں انفرادیت ہے۔

ڈیجیٹل عہد: معلوماتی انقلاب اور عالمی سماج

اکیسویں صدی کو بجا طور پر ڈیجیٹل عہد(Digital Age) کہا جاتا ہے، کیونکہ اس دور میں انٹرنیٹ، سوشل میڈیا، کلاؤڈ کمپیوٹنگ، مصنوعی ذہانت(Artificial Intelligence) اور دیگر جدید ٹیکنالوجیز نے انسانی زندگی کے تقریباً تمام شعبوں کو متاثر کیا ہے۔ تعلیم، معیشت، سیاست، صحافت، مذہبی ابلاغ اور سماجی روابط بڑی حد تک ڈیجیٹل ذرائع پر منحصر ہو چکے ہیں، جس کے نتیجے میں دنیا ایک باہم مربوط معلوماتی معاشرے میں تبدیل ہو گئی ہے جہاں جغرافیائی فاصلے معلومات کے آزادانہ بہاؤ میں بڑی حد تک غیر مؤثر ہو چکے ہیں۔ اسی بنا پر جدید محققین ڈیجیٹل میڈیا کو محض ایک تکنیکی ایجاد نہیں بلکہ انسانی فکر، رویّوں اور اجتماعی شعور کی تشکیل کرنے والی ایک مؤثر سماجی قوت قرار دیتے ہیں۔[11] بین الاقوامی اعداد وشمار بھی اس تبدیلی کی وسعت کی تصدیق کرتے ہیں۔ 2025ء کے عالمی ڈیجیٹل جائزوں کے مطابق دنیا میں انٹرنیٹ استعمال کرنے والوں کی تعداد 5.6 ارب، جبکہ سوشل میڈیا صارفین کی تعداد 5.3 ارب سے تجاوز کر چکی ہے، جو اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ ڈیجیٹل پلیٹ فارمز اب صرف رابطے کا ذریعہ نہیں بلکہ رائے عامہ، علمی مباحث، مذہبی مکالمے اور ثقافتی شناختوں کی تشکیل میں بھی بنیادی کردار ادا کر رہے ہیں۔[12] اگرچہ ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ نے معلومات تک رسائی اور علمی تبادلے کو بے مثال وسعت دی ہے، لیکن اسی کے ساتھ غلط معلومات (Misinformation)، دانستہ گمراہ کن بیانیے (Disinformation)، نفرت انگیز تقاریر(Hate Speech) اور مذہبی تعصب کے فروغ جیسے مسائل بھی شدت اختیار کر گئے ہیں۔ مزید برآں، ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کے الگورتھمز عموماً جذباتی اور متنازع مواد کو زیادہ نمایاں کرتے ہیں، جس کے باعث غیر مصدقہ اطلاعات اور تعصبانہ بیانیے وسیع پیمانے پر پھیلتے ہیں۔ یہی رجحان ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے، کیونکہ اسلام اور مسلمانوں سے متعلق منفی مواد اکثر زیادہ تعامل(Engagement) حاصل کرتا ہے اور تیزی سے عام ہوتا ہے۔[13]

ڈیجیٹل میڈیا اور رائے عامہ کی تشکیل(Journal Version)

ڈیجیٹل میڈیا نے عصر حاضر میں ابلاغ(Communication) کے روایتی تصورات کو بنیادی طور پر تبدیل کر دیا ہے۔ جہاں ماضی میں اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن رائے عامہ کی تشکیل کے بنیادی ذرائع تھے، وہاں آج انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا نے یہ کردار سنبھال لیا ہے۔ معلومات کی تخلیق، اشاعت اور ترسیل اب صرف صحافتی یا ریاستی اداروں تک محدود نہیں رہی بلکہ ہر صارف ممکنہ طور پر ایک "معلوماتی ذریعہ "(Information Source) بن چکا ہے، جس کے باعث ڈیجیٹل میڈیا جدید معاشروں میں رائے عامہ کی تشکیل کا سب سے مؤثر وسیلہ بن گیا ہے۔[14] ابلاغی نظریات، خصوصاً Agenda Setting Theory اور Framing Theory، اس امر کی وضاحت کرتے ہیں کہ ذرائع ابلاغ نہ صرف معلومات فراہم کرتے ہیں بلکہ یہ بھی متعین کرتے ہیں کہ عوام کن موضوعات کو کس زاویے سے دیکھیں۔ ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کے الگورتھمز صارفین کی دلچسپیوں اور سابقہ سرگرمیوں کی بنیاد پر مخصوص مواد کو مسلسل نمایاں کرتے ہیں، جس سے یک طرفہ معلومات کے غلبے اور عوامی تاثر(Public Perception) کی تشکیل کا عمل مزید مؤثر ہو جاتا ہے۔[15]

---

[11] Manuel Castells, The Rise of the Network Society, 2nd ed. (Malden, MA: Wiley-Blackwell, 2010), 407–409.

[12] Simon Kemp, Digital 2025: Global Overview Report (Data Reportal, 2025), https://datareportal.com/reports/digital-2025-global-overview-report.

[13] Imran Awan, Islamophobia in Cyberspace,53-56

[14] Castells, The Rise of the Network Society, 355–410.

[15] Robert M. Entman, “Framing: Toward Clarification of a Fractured Paradigm,” Journal of Communication 43, no. 4 (1993): 51–58.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

ڈیجیٹل میڈیا کی رفتار اور عالمی رسائی نے معلومات کے تبادلے کو بے مثال وسعت دی ہے، لیکن اسی کے ساتھ غلط معلومات (Misinformation)، گمراہ کن بیانیے (Disinformation) اور نفرت انگیز مواد (Hate Speech) کے پھیلاؤ میں بھی اضافہ ہوا ہے۔[16] متعدد مطالعات کے مطابق جذباتی اور متنازع مواد عام معلومات کی نسبت زیادہ تیزی سے پھیلتا ہے، کیونکہ صارفین کی توجہ اور الگورتھمز دونوں اسے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ یہی رجحان اسلام اور مسلمانوں سے متعلق منفی بیانیوں، عمومی سازی (Generalization) اور تعصبانہ تصورات کے فروغ کا باعث بنتا ہے، جس سے ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کو تقویت ملتی ہے۔[17]

اسلامی نقطۂ نظر سے رائے عامہ کی تشکیل ایک اخلاقی ذمہ داری ہے۔ قرآن مجید خبر کی تحقیق، عدل اور دیانت کی تلقین کرتا ہے اور غیر مصدقہ اطلاعات کو آگے بڑھانے سے منع کرتا ہے،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ"[18]

"اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کو لاعلمی میں نقصان پہنچا دو، پھر اپنے کیے پر پشیمان ہونا پڑے۔"

یہ آیت خبر کی تصدیق، تحقیق اور ذمہ دارانہ ابلاغ کے اصول کو بیان کرتی ہے، جو عصرِ حاضر میں ڈیجیٹل میڈیا، سوشل میڈیا اور غلط معلومات (Misinformation) کے تناظر میں نہایت اہم رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ جبکہ سنتِ نبوی ﷺ بھی غیر تحقیق شدہ معلومات کی اشاعت سے اجتناب کی تعلیم دیتی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ"[19]

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کسی آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات آگے بیان کر دے۔"

اس بنا پر ڈیجیٹل میڈیا کا ذمہ دارانہ استعمال سچائی، انصاف اور انسانی وقار کے اصولوں کا پابند ہونا چاہیے، جبکہ تعصب اور غلط معلومات پر مبنی ابلاغ اسلامی اخلاقیات سے متصادم ہے۔

ایڈورڈ سعید اور مستشرقانہ بیانیہ اسلاموفوبیا کی فکری بنیاد

معاصر اسلاموفوبیا اسٹڈیز میں ایڈورڈ ولیم سعید (Edward W. Said) کی کتاب Orientalism بنیادی نظریاتی حیثیت رکھتی ہے۔ اگرچہ سعید نے "اسلاموفوبیا" کی اصطلاح استعمال نہیں کی، تاہم انہوں نے یہ واضح کیا کہ مغربی مستشرقانہ روایت نے مشرق، بالخصوص اسلام اور مسلمانوں، کی ایسی تصویر تشکیل دی جو علمی غیر جانب داری کے بجائے نوآبادیاتی طاقت اور تہذیبی برتری کے تصورات سے متاثر تھی۔ ان کے مطابق مستشرقانہ علم (Orientalist Knowledge) محض علمی سرگرمی نہیں بلکہ طاقت (Power) اور علم (Knowledge) کے باہمی تعلق کا اظہار تھا، جس نے اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں منفی تصورات کو علمی اور ثقافتی جواز فراہم کیا۔[20] سعید کے نزدیک مغربی بیانیے میں مشرق کو غیر عقلی، جامد اور پسماندہ جبکہ مغرب کو ترقی یافتہ اور مہذب کے طور پر پیش کیا گیا۔ یہ فکری تقسیم (Binary Opposition) وقت کے ساتھ ذرائع ابلاغ، ادبیات اور سیاسی بیانیوں میں بھی منتقل ہوئی، جس کے نتیجے میں اسلام کو اکثر تشدد، انتہاپسندی اور

[16] Claire Wardle and Hossein Derakhshan, Information Disorder: Toward an Interdisciplinary Framework for Research and Policy Making (Strasbourg: Council of Europe, 2017), 20–35.

[17] Awan, Islamophobia in Cyberspace, 56–73.

[18] القرآن الكريم، 6:49

[19] مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، كتاب المقدمة، باب النهي عن الحديث بكل ما سمع، رقم الحديث: 5.

[20] Edward W. Said, Orientalism (New York: Pantheon Books, 1978), 1–28.

تہذیبی پسماندگی سے وابستہ کیا جانے لگا۔بعد کے محققین، خصوصاً کرس ایلن(Chris Allen)، نیتھن لین(Nathan Lean)اور دیپا کمار(Deepa Kumar)نے اس تصور کو آگے بڑھاتے ہوئے استدلال کیا کہ موجودہ اسلاموفوبک بیانیے دراصل اسی مستشرقانہ فکر کی جدید شکل ہیں، جو آج سوشل میڈیا، سرچ انجنز اور دیگر ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کے ذریعے زیادہ مؤثر انداز میں پھیل رہے ہیں۔ اس لحاظ سے ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کو مستشرقانہ بیانیے کا عصری ابلاغی اظہار (Contemporary Digital Manifestation of Orientalism)قرار دیا جاسکتا ہے۔[21]

اسلامی تناظر میں دیکھا جائے تو کسی مذہب یا قوم کے بارے میں عمومی الزام تراشی، تعصب اور غیر متوازن تصویر کشی اسلامی اصولِ عدل، تحقیقِ خبر اور احترامِ انسانیت سے متصادم ہے۔اس اعتبار سے موجودہ تحقیق مستشرقانہ فکر کے تاریخی تجزیے کو اسلامی اصولِ عدل وانصاف کے ساتھ مربوط کرتے ہوئے ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کے فکری پس منظر کو زیادہ جامع انداز میں سمجھنے کی کوشش کرتی ہے۔

رنیمیڈ ٹرسٹ(Runnymede Trust)کی رپورٹ اور جدید اسلاموفوبیا کا تصور

اسلاموفوبیا کو ایک باقاعدہ علمی اصطلاح کے طور پر متعارف کرانے میں رنیمیڈ ٹرسٹ(Runnymede Trust)کی 1997ء میں شائع ہونے والی رپورٹ Islamophobia: A Challenge for Us All بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔اس رپورٹ نے پہلی مرتبہ اسلاموفوبیا کو ایک منظم سماجی مسئلہ قرار دیتے ہوئے اس کی تعریف، بنیادی خصوصیات اور عملی مظاہر کو واضح کیا،اسی لیے اسے اسلاموفوبیا اسٹڈیز میں سنگِ میل کی حیثیت حاصل ہے۔

“Islamophobia refers to unfounded hostility towards Islam. It therefore refers to the practical consequences of such hostility in unfair discrimination against Muslim individuals and communities, and to the exclusion of Muslims from mainstream political and social affairs[22]”.

"اسلاموفوبیا سے مراد اسلام کے خلاف بے بنیاد دشمنی ہے۔ اس کے نتیجے میں مسلمانوں اور مسلم برادریوں کے خلاف غیر منصفانہ امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے اور انہیں معاشرے کی مرکزی سیاسی اور سماجی سرگرمیوں سے خارج یا محروم کر دیا جاتا ہے۔"

رپورٹ کے مطابق اسلاموفوبیا صرف اسلام سے خوف کا نام نہیں بلکہ ایسا تعصبانہ طرزِ فکر ہے جس میں اسلام اور مسلمانوں کو "دوسرا"(The Other) سمجھتے ہوئے انہیں جامد، پرتشدد اور مغربی اقدار کے مخالف کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔اس رپورٹ نے اسلام کے بارے میں Open View اور Closed View کی تقسیم پیش کی اور واضح کیا کہ اسلاموفوبیا بنیادی طور پر اسی منفی یا Closed View سے جنم لیتا ہے، جو مذہبی تعصب اور امتیازی رویوں کو فروغ دیتا ہے۔

بعد ازاں ایرک بلیخ(Erik Bleich)نے رنیمیڈ ٹرسٹ کی پیش کردہ تعریف کو مزید علمی وسعت دیتے ہوئے اسلاموفوبیا کو ایک ایسے سماجی اور سیاسی رجحان کے طور پر بیان کیا جو اسلام یا مسلمانوں کے خلاف غیر ضروری خوف، نفرت، تعصب اور امتیازی رویّوں کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ان کے مطابق اسلاموفوبیا کو صرف مذہبی تعصب تک محدود نہیں کیا جا سکتا بلکہ اسے سماجی، سیاسی اور ابلاغی تناظر میں ایک قابلِ پیمائش(Measurable)اور تقابلی(Comparative)تصور کے طور پر سمجھنا چاہیے۔[23] بلیخ کی یہ تعبیر جدید ڈیجیٹل ماحول میں بھی نہایت موزوں معلوم ہوتی ہے، کیونکہ سوشل میڈیا اور آن لائن پلیٹ فارمز اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں منفی تصورات، عمومی الزامات اور تعصبانہ بیانیوں کو تیزی سے فروغ دیتے ہیں۔ اس طرح رنیمیڈ ٹرسٹ کے بنیادی تصورات عصرِ حاضر کے ڈیجیٹل ابلاغی نظام میں مزید وسعت اختیار کر جاتے ہیں۔

---

[21] Allen, Islamophobia, 39–48; Lean, The Islamophobia Industry, 3–15; Kumar, Islamophobia and the Politics of Empire, 21–38.

[22] Islamophobia: A Challenge for Us All, 4–6.

[23] Bleich, “What Is Islamophobia and How Much Is There?” 1581–1600.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

سوشل میڈیا پلیٹ فارمز اور اسلاموفوبک بیانیہ

سوشل میڈیا پلیٹ فارمز، جیسے فیس بک، ایکس (X)، یوٹیوب، انسٹاگرام اور ٹک ٹاک، جدید دور میں رائے عامہ کی تشکیل کے اہم ذرائع بن چکے ہیں۔[24] اگرچہ ان پلیٹ فارمز نے اظہارِ رائے اور معلومات تک رسائی کو آسان بنایا، لیکن یہی ذرائع مذہبی تعصب اور اسلاموفوبک بیانیوں کے فروغ کا بھی وسیلہ بنے ہیں۔ معاصر مطالعات کے مطابق اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں منفی، جذباتی اور غیر مصدقہ مواد نسبتاً زیادہ تیزی سے پھیلتا ہے، جس سے عوامی تصورات متاثر ہوتے ہیں۔[25]

عمران اعوان (Imran Awan) کے مطابق سوشل میڈیا پر اسلاموفوبک گروہ نفرت انگیز مواد، آن لائن ہراسانی (Online Harassment) اور منظم ڈیجیٹل مہمات کے ذریعے ایسا ماحول تشکیل دیتے ہیں جہاں مسلمانوں کے خلاف تعصب اور نفرت کو معمول بنایا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک یہ ڈیجیٹل پلیٹ فارمز اسلاموفوبک بیانیوں کی تیز رفتار اشاعت اور ان کے سماجی اثرات میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔[26]

اسلامی نقطۂ نظر سے سوشل میڈیا بذاتِ خود غیر جانبدار ذریعہ ہے، تاہم اس کا اخلاقی معیار اس کے استعمال پر منحصر ہے۔ تحقیق شدہ معلومات، احترامِ انسانیت اور ذمہ دارانہ ابلاغ اسلامی تعلیمات کے بنیادی اصول ہیں، جبکہ بہتان، تعصب اور غیر مصدقہ معلومات کا فروغ ان اصولوں سے متصادم ہے۔[27] موجودہ لٹریچر اگرچہ سوشل میڈیا کے ابلاغی اثرات کو واضح کرتا ہے، لیکن اسلامی اصولِ عدل، تحقیقِ خبر اور اخلاقی ابلاغ کو بطور تجزیاتی فریم ورک شامل نہیں کرتا۔ یہی خلا موجودہ تحقیق کی علمی انفرادیت کو نمایاں کرتا ہے۔

الگورتھمک جانبداری (Algorithmic Bias)، ایکو چیمبرز (Echo Chambers) اور فلٹر ببلز (Filter Bubbles): ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کے فروغ میں اہم عوامل

ڈیجیٹل پلیٹ فارمز مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence) اور الگورتھمز (Algorithms) کی مدد سے صارفین کی دلچسپی اور سابقہ سرگرمیوں کے مطابق مواد تجویز کرتے ہیں۔ اگرچہ اس کا بنیادی مقصد صارف کے تجربے کو بہتر بنانا ہے، لیکن معاصر تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی نظام بعض اوقات متنازع، جذباتی اور تعصبانہ مواد کو زیادہ نمایاں کر دیتا ہے، جس کے نتیجے میں مذہبی تعصب اور اسلاموفوبک بیانیوں کی رسائی میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ اسی بنا پر جدید محققین ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کو صرف ایک سماجی مسئلہ نہیں بلکہ سوشیو-ٹیکنیکل (Socio-Technical) مسئلہ بھی قرار دیتے ہیں۔ Tarleton Gillespie کے مطابق الگورتھمز محض تکنیکی نظام نہیں بلکہ معلومات کی مرئیت (Visibility) اور عوامی مباحث کی تشکیل میں مؤثر کردار ادا کرتے ہیں۔[28] Eli Pariser کے نظریۂ Filter Bubble کے مطابق صارف کو مسلسل اس کی سابقہ دلچسپیوں سے مطابقت رکھنے والا مواد دکھایا جاتا ہے، جس سے متبادل آراء تک رسائی محدود ہو جاتی ہے۔[29] Cass R. Sunstein کے Echo Chamber کے تصور کے مطابق یکساں خیالات کی مسلسل تکرار تعصبات کو مضبوط کرتی اور سماجی تقسیم میں اضافہ کرتی ہے۔[30] Safiya Umoja Noble نے واضح کیا ہے کہ سرچ انجنز اور الگورتھمز غیر شعوری طور پر موجودہ سماجی اور نسلی تعصبات کو تقویت دے سکتے ہیں، جس سے بعض طبقات کے بارے میں منفی تصورات مزید مضبوط ہوتے ہیں۔[31]

---

[24] Manuel Castells, Communication Power (Oxford: Oxford University Press, 2009).
[25] Imran Awan, Islamophobia in Cyberspace: Hate Crimes Go Viral, 15–38.
[26] Ibid., 24–42.
[27] Yusuf al-Qaradawi, The Lawful and the Prohibited in Islam, trans. Kamal El-Helbawy et al. (Indianapolis: American Trust Publications, 1994), 15–23.
[28] Tarleton Gillespie, Custodians of the Internet: Platforms, Content Moderation, and the Hidden Decisions That Shape Social Media (New Haven: Yale University Press, 2018), 18–45.
[29] Eli Pariser, The Filter Bubble: What the Internet Is Hiding from You (New York: Penguin Press, 2011), 9–27.
[30] Cass R. Sunstein, #Republic: Divided Democracy in the Age of Social Media (Princeton, NJ: Princeton University Press, 2017), 59–83.
[31] Safiya Umoja Noble, Algorithms of Oppression: How Search Engines Reinforce Racism (New York: New York University Press, 2018), 1–24.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

اسلامی نقطۂ نظر سے یہ رجحانات عدل، تحقیقِ خبر اور غیر جانبداری کے اصولوں سے ہم آہنگ نہیں، کیونکہ اسلام کسی بھی خبر کو قبول کرنے سے پہلے اس کی تحقیق اور ہر فرد و گروہ کے ساتھ انصاف کا حکم دیتا ہے۔ تاہم موجودہ علمی لٹریچر ان تکنیکی عوامل کی وضاحت تو کرتا ہے، لیکن انہیں اسلامی اصولِ عدل و انصاف کے ساتھ مربوط نہیں کرتا۔ یہی تحقیقی خلا موجودہ مطالعے کی بنیادی انفرادیت ہے۔

معاصر غیر مسلم محققین کے نظریات

اسلاموفوبیا پر معاصر علمی لٹریچر کا جائزہ لیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ گزشتہ دو دہائیوں میں متعدد مغربی محققین نے اس موضوع کو مختلف زاویوں سے زیرِ بحث لایا ہے۔ ان میں کرس ایلن(Chris Allen)، نیتھن لین(Nathan Lean)دیپا کمار(Deepa Kumar) ایرک بلیخ(Erik Bleich)اور جان ایل۔ ایسپوزیٹو (John L .Esposito)کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ ان محققین نے اسلاموفوبیا کو محض انفرادی تعصب(Individual Prejudice)نہیں بلکہ ایک منظم سماجی، سیاسی اور ابلاغی عمل(Structured Social and Political Process)قرار دیا ہے۔ اگرچہ ان کے تحقیقی زاویے مختلف ہیں، تاہم اس بات پر تقریباً اتفاق پایا جاتا ہے کہ جدید دنیا میں اسلاموفوبیا اتفاقی رویہ نہیں بلکہ مخصوص سیاسی مفادات، ذرائع ابلاغ کی حکمت عملی اور سماجی بیانیوں کے امتزاج سے تشکیل پاتا ہے۔

کرس ایلن(Chris Allen):اسلاموفوبیا بطور سماجی ساخت

کرس ایلن (Chris Allen) کی کتاب *Islamophobia* اس موضوع پر بنیادی علمی مراجع میں شمار ہوتی ہے۔ ایلن کے نزدیک اسلاموفوبیا صرف مسلمانوں کے خلاف نفرت یا انفرادی تعصب کا اظہار نہیں، بلکہ ایک سماجی تشکیل (Social Construction) ہے، جو سیاسی، ثقافتی، ابلاغی اور ادارہ جاتی عوامل کے باہمی تعامل سے وجود میں آتی اور وقت کے ساتھ مضبوط ہوتی ہے۔

Islamophobia should be understood as a social construction rather than simply a collection of individual prejudices.[32]

ان کے مطابق اسلاموفوبیا کو محض چند افراد کے متعصبانہ رویوں تک محدود نہیں کیا جاسکتا، بلکہ یہ ریاستی پالیسیوں، ذرائع ابلاغ کے بیانیوں اور سماجی روّیوں کے ذریعے ایک منظم اور مؤثر ڈسکورس کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ ایلن کی اہم علمی خدمت یہ ہے کہ انہوں نے اسلاموفوبیا کو نسلی امتیاز(Racism) ، ثقافتی تعصب (Cultural Prejudice)اور مذہبی امتیاز (Religious Discrimination) کے باہمی تعلق کے تناظر میں واضح کیا۔ ان کے مطابق معاصر مغربی معاشروں میں مسلمانوں کو صرف مذہبی گروہ کے طور پر نہیں بلکہ ایک الگ تہذیبی شناخت(The Other) کے طور پر پیش کیا جاتا ہے، جس کے نتیجے میں معاشرتی تقسیم، عدم اعتماد اور امتیازی روّیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس طرح ایلن اسلاموفوبیا کو ایک ہمہ گیر سماجی اور ابلاغی مسئلہ قرار دیتے ہیں، جس کے اسباب اور اثرات کو وسیع تر سیاسی و ثقافتی تناظر میں سمجھنا ضروری ہے۔ اگرچہ کرس ایلن نے اسلاموفوبیا کو ایک سماجی ساخت (Social Construction) کے طور پر واضح کیا اور ریاست، میڈیا اور اداروں کے کردار کی نشاندہی کی، لیکن ان کا تجزیہ زیادہ تر سماجی اور سیاسی نظریات پر مبنی ہے۔ اسلامی اخلاقیات اور اصولِ عدل کو بطور تجزیاتی معیار شامل نہ کیے جانے کے باعث ان کی تحقیق مسئلے کے اخلاقی حل کی مکمل وضاحت نہیں کرتی۔

نیتھن لین(Nathan Lean):اسلاموفوبیا بطور منظم صنعت

نیتھن لین نے اپنی معروف کتاب The Islamophobia Industry میں اسلاموفوبیا کو ایک منظم صنعت(Industry)قرار دیا ہے۔ ان کے مطابق بعض سیاسی ادارے، تھنک ٹینکس، ذرائع ابلاغ، مذہبی تنظیمیں اور مالی مفادات رکھنے والے گروہ مشترکہ طور پر ایسا بیانیہ تشکیل دیتے ہیں جس میں اسلام کو مغربی تہذیب کے لیے خطرہ بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔

---

[32] Chris Allen, Islamophobia، 39–45.

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Nathan Lean argues that Islamophobia is not merely the product of individual prejudice; rather, it is sustained by a network of political actors, media organizations, advocacy groups, and financial interests that collectively shape and reinforce anti-Muslim narratives.[33]

لین کی تحقیق کی اہمیت اس بات میں ہے کہ انہوں نے اسلاموفوبیا کے پسِ پردہ مالی وسائل (Funding Networks)، سیاسی مفادات اور میڈیا مہمات کو دستاویزی شواہد کے ساتھ بیان کیا۔ ان کے مطابق اسلاموفوبیا صرف غلط فہمی کا نتیجہ نہیں بلکہ بعض اوقات ایک منظم ابلاغی منصوبہ (Coordinated Communication Strategy) بھی ہوتا ہے، جس کا مقصد مخصوص سیاسی اور سماجی مفادات کا حصول ہوتا ہے۔ اگرچہ نیتھن لین نے اسلاموفوبیا کے منظم سیاسی، مالی اور ابلاغی نیٹ ورک کو نمایاں کیا ہے، تاہم ان کا تجزیہ بنیادی طور پر مغربی سماجی و سیاسی تناظر تک محدود ہے۔ وہ اسلاموفوبیا کے اسباب کی تشخیص تو کرتے ہیں، لیکن اس کے اخلاقی اور اقداری حل کو اسلامی اصولِ عدل، تحقیقِ خبر اور احترامِ انسانیت کی روشنی میں بیان نہیں کرتے۔ یہی پہلو موجودہ تحقیق کو ان کے مطالعے سے ممتاز بناتا ہے۔

دیپا کمار (Deepa Kumar): اسلاموفوبیا اور سامراجی سیاست

دیپا کمار اپنی کتاب Islamophobia and the Politics of Empire میں اسلاموفوبیا کو عالمی سیاست، سامراجی حکمتِ عملی اور طاقت کے نظام (Power Structure) کے تناظر میں دیکھتی ہیں۔

Deepa Kumar argues that Islamophobia is a political project that serves the interests of empire rather than merely reflecting religious prejudice.[34]

ان کے مطابق اسلاموفوبیا کسی مذہبی اختلاف کا فطری نتیجہ نہیں بلکہ ایک ایسا سیاسی بیانیہ ہے جو بین الاقوامی سطح پر جنگوں، عسکری مداخلت اور خارجہ پالیسیوں کو جواز فراہم کرنے کے لیے تشکیل دیا جاتا ہے۔ کمار کے نزدیک ذرائع ابلاغ اس سیاسی بیانیے کو عام کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ میڈیا میں مسلمانوں کو مسلسل تشدد، انتہاپسندی اور عدم رواداری کے ساتھ جوڑنے سے عوامی ذہن میں ایسا تصور پیدا ہوتا ہے جو بعد ازاں ریاستی پالیسیوں کی حمایت کا سبب بنتا ہے۔ اس اعتبار سے وہ اسلاموفوبیا کو میڈیا، سیاست اور عالمی طاقتوں کے باہمی تعلق کا نتیجہ قرار دیتی ہیں۔ دیپا کمار نے اسلاموفوبیا اور سامراجی سیاست کے باہمی تعلق کو مؤثر انداز میں واضح کیا ہے، تاہم ان کی بحث سیاسی معیشت اور طاقت کے ڈھانچوں تک محدود رہتی ہے۔ اسلامی اصولِ انصاف، ذمہ دارانہ ابلاغ اور بین المذاہب اخلاقیات کو ان کے تجزیے میں بنیادی حیثیت حاصل نہیں، جو موجودہ تحقیق کی انفرادیت ہے۔

ایرک بلیخ (Erik Bleich): اسلاموفوبیا ایک سماجی و ابلاغی مسئلہ

ایرک بلیخ (Erik Bleich) معاصر مغربی علمی دنیا میں اسلاموفوبیا کے موضوع پر نمایاں سیاسیات دان اور محقق ہیں۔ انہوں نے اسلاموفوبیا کی تعریف، اس کی نظریاتی بنیادوں اور اس کی پیائش (Measurement) پر نمایاں علمی کام کیا ہے۔ بلیخ کے مطابق اسلاموفوبیا سے مراد اسلام یا مسلمانوں کے خلاف غیر منطقی خوف، تعصب، امتیازی رویے اور منفی تصورات کا ایسا مجموعہ ہے جو سماجی اور سیاسی سطح پر عدم مساوات کو فروغ دیتا ہے۔

Islamophobia is an indiscriminate negative attitude or emotion directed at Islam or Muslims.[35]

ان کے نزدیک جدید ذرائع ابلاغ، خصوصاً ڈیجیٹل میڈیا، اسلاموفوبک بیانیے کی تشکیل اور اس کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، کیونکہ آن لائن پلیٹ فارمز پر منفی اور جذباتی مواد نسبتاً زیادہ تیزی سے پھیلتا ہے۔ بلیخ اس امر پر زور دیتے ہیں کہ اسلاموفوبیا کا مؤثر تدارک صرف قانونی اقدامات سے ممکن نہیں بلکہ متوازن میڈیا

---

[33] Nathan Lean, The Islamophobia Industry, 3–15.

[34] Deepa Kumar, Islamophobia and the Politics of Empire, 27–35.

[35] Erik Bleich, "What Is Islamophobia and How Much Is There?, 1583–1600.

نمائندگی، معروضی تحقیق اور بین الثقافتی مکالمے کے فروغ سے بھی ممکن ہے۔ ان کی آراء ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کو ایک سماجی اور ابلاغی مسئلے کے طور پر سمجھنے میں بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔ ایرک بلیخ نے اسلاموفوبیا کی تعریف اور اس کی پیمائش کے لیے قابلِ اعتماد علمی بنیاد فراہم کی، جس سے اس موضوع پر معروضی تحقیق کو فروغ ملا۔ تاہم ان کی تحقیق کا مرکز تصور اور پیمائش ہے، جبکہ اسلامی اخلاقی اصولوں کی روشنی میں اسلاموفوبیا کے تجزیے اور تدارک پر انہوں نے بحث نہیں کی۔

جان ایل۔ ایسپوزیٹو (John L. Esposito) کے نظریات

جان ایل۔ ایسپوزیٹو (John L. Esposito) معاصر مغربی دنیا میں اسلام اور مسلمانوں پر تحقیق کرنے والے ممتاز امریکی محقق ہیں۔ ان کے نزدیک اسلاموفوبیا محض مذہبی اختلاف کا نتیجہ نہیں بلکہ سیاسی مفادات، میڈیا کی غیر متوازن نمائندگی اور تاریخی غلط فہمیوں سے جنم لینے والا ایک پیچیدہ سماجی رجحان ہے۔

John L. Esposito argues that Islamophobia is fueled by misinformation, political rhetoric, and distorted media representations of Islam and Muslims.[36]

ایسپوزیٹو اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ خصوصاً نائن الیون (9/11) کے بعد مغربی ذرائع ابلاغ اور سیاسی بیانیوں نے اسلام کو شدت پسندی اور دہشت گردی کے ساتھ جوڑ کر پیش کیا، جس سے اسلاموفوبیا کو عالمی سطح پر تقویت ملی۔ ان کے مطابق ڈیجیٹل میڈیا نے اس رجحان کو مزید وسعت دی، تاہم یہی ذرائع درست معلومات، بین المذاہب مکالمے اور باہمی احترام کے فروغ کا مؤثر ذریعہ بھی بن سکتے ہیں۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اسلام کے بارے میں متوازن علمی تحقیق اور تاریخی تناظر کو فروغ دینا اسلاموفوبیا کے خاتمے کے لیے ناگزیر ہے۔ جان ایل۔ ایسپوزیٹو نے اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں پائے جانے والے مغربی تصورات اور غلط فہمیوں کی مؤثر وضاحت کی اور بین المذاہب مکالمے کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ تاہم ان کی سفارشات زیادہ تر سماجی ہم آہنگی اور علمی مکالمے تک محدود ہیں، جبکہ اسلامی اصولِ عدل وانصاف کو بطور مستقل نظریاتی فریم ورک اختیار نہیں کیا گیا۔

معاصر مسلم محققین کے نظریات

سلمان سید (Salman Sayyid)

سلمان سید (Salman Sayyid) معاصر مسلم مفکر اور سیاسیات کے ممتاز محقق ہیں، جنہوں نے مسلم شناخت (Muslim Identity)، اسلاموفوبیا اور نوآبادیاتی فکر (Postcolonial Theory) پر گراں قدر علمی کام کیا ہے۔ ان کے مطابق اسلاموفوبیا محض مسلمانوں کے خلاف تعصب کا نام نہیں بلکہ یہ ایک ایسا فکری اور سیاسی بیانیہ ہے جو مسلمانوں کی مذہبی اور تہذیبی شناخت کو کمزور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ سلمان سید کے نزدیک جدید ذرائع ابلاغ اور عالمی سیاسی ڈسکورس اسلام کے بارے میں مخصوص تصورات تشکیل دیتے ہیں، جن سے اسلاموفوبیا کو تقویت ملتی ہے۔ وہ اس مسئلے کے تجزیے میں مسلم نقطۂ نظر اور تہذیبی خود مختاری (Civilizational Agency) کو بنیادی اہمیت دیتے ہیں،[37] تاہم ان کی تحقیقات اسلامی اصولِ عدل وانصاف کو بطور مستقل تجزیاتی فریم ورک اختیار نہیں کرتیں۔

اگرچہ سلمان سید نے مسلم شناخت، نوآبادیاتی فکر اور اسلاموفوبیا کے سیاسی و تہذیبی ابعاد کا گہرائی سے تجزیہ کیا ہے، اور یہ واضح کیا ہے کہ اسلاموفوبیا محض سماجی تعصب نہیں بلکہ ایک فکری و سیاسی بیانیہ بھی ہے، تاہم ان کی تحقیق بنیادی طور پر سیاسیات (Political Theory)، پوسٹ کولونیل اسٹڈیز (Postcolonial Studies) اور مسلم شناخت کے مباحث تک محدود ہے۔ انہوں نے اسلاموفوبیا کے تجزیے یا اس کے تدارک کے لیے اسلامی اصولِ عدل، تحقیقِ خبر، احترامِ انسانیت اور امانتِ معلومات کو بطور مستقل اخلاقی و نظریاتی فریم ورک اختیار نہیں کیا۔ یہی پہلو موجودہ تحقیق کو ان کے مطالعے سے ممتاز کرتا ہے، کیونکہ اس میں ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کا تجزیہ براہِ راست اسلامی اصولِ عدل وانصاف کی روشنی میں کیا گیا ہے۔

---

[36] John L. Esposito and Ibrahim Kalin, eds., Islamophobia: The Challenge of Pluralism in the 21st Century (New York: Oxford University Press, 2011), 1–12.

[37] Salman Sayyid, Recalling the Caliphate: Decolonisation and World Order (London: Hurst & Company, 2014), 32–49.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

ڈاکٹر عمران اعوان(Imran awan)

ڈاکٹر عمران اعوان(Imran Awan)معاصر دور میں ڈیجیٹل اسلاموفوبیااور آن لائن نفرت انگیزی(Online Hate Crime)پر تحقیق کرنے والے ممتاز محقق ہیں۔ان کی تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ سوشل میڈیا پلیٹ فارمز اسلاموفوبک بیانیوں، نفرت انگیز تقاریر اور مذہبی تعصب کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔وہ خاص طور پر ٹوئٹر(X)، فیس بک اور دیگر ڈیجیٹل ذرائع پر مسلمانوں کے خلاف منظم مہمات کا تجزیہ کرتے ہیں۔ عمران آوان اس بات پر زور دیتے ہیں کہ ڈیجیٹل اسلاموفوبیا صرف اظہارِ رائے کا مسئلہ نہیں بلکہ انسانی حقوق، سماجی انصاف اور مذہبی آزادی سے بھی گہرا تعلق رکھتا ہے۔ تاہم ان کا تجزیہ بنیادی طور پر سماجی علوم اور کرمنالوجی کے تناظر میں ہے۔[38]

ڈاکٹر عمران اعوان نے ڈیجیٹل اسلاموفوبیا، آن لائن نفرت انگیزی اور سوشل میڈیا کے کردار کا مؤثر تجزیہ پیش کیا ہے، تاہم ان کی تحقیق بنیادی طور پر کرمنالوجی، میڈیا اسٹڈیز اور سماجی علوم کے تناظر میں ہے۔انہوں نے اسلامی اصولِ عدل، تحقیقِ خبر اور ذمہ دارانہ ابلاغ کو بطور تجزیاتی فریم ورک اختیار نہیں کیا۔یہی پہلو موجودہ تحقیق کو ان کے مطالعے سے ممتاز بناتا ہے۔

طاہر عباس(Tahir Abbas)

طاہر عباس (Tahir Abbas) برطانوی پاکستانی نژاد ماہرِ عمرانیات ہیں جنہوں نے یورپ میں مسلم اقلیتوں، اسلاموفوبیا اور سماجی انضمام (Social Integration)پر نمایاں علمی خدمات انجام دی ہیں۔ ان کے مطابق اسلاموفوبیا صرف مذہبی تعصب نہیں بلکہ سماجی، سیاسی اور ثقافتی عوامل کا مجموعہ ہے، جو مسلم کمیونٹیز کی شناخت اور شہری حقوق کو متاثر کرتا ہے۔وہ اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ میڈیا اور سیاسی بیانیے مسلمانوں کے متعلق منفی تصورات کو مضبوط کرتے ہیں، جس سے سماجی تقسیم میں اضافہ ہوتا ہے۔ان کی تحقیقات مسلم معاشروں کو درپیش جدید چیلنجز کو سمجھنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔[39]

اگرچہ طاہر عباس نے یورپ میں مسلم اقلیتوں، اسلاموفوبیا اور سماجی انضمام کے مسائل کا جامع تجزیہ پیش کیا ہے اور میڈیا، سیاست اور سماجی عوامل کے کردار کو نمایاں کیا ہے، تاہم ان کی تحقیق بنیادی طور پر عمرانیات (Sociology)اور سماجی پالیسی کے دائرے تک محدود ہے۔انہوں نے اسلامی اصولِ عدل وانصاف کو اسلاموفوبیا کے تجزیے یا اس کے تدارک کے لیے بطور مستقل نظریاتی واخلاقی فریم ورک اختیار نہیں کیا، جو موجودہ تحقیق کی انفرادیت ہے۔

طارق رمضان(Tariq Ramadan)

طارق رمضان(Tariq Ramadan)معاصر مسلم مفکر اور اسلامیات کے ممتاز محقق ہیں، جنہوں نے مغربی معاشروں میں مسلم شناخت، بین المذاہب تعلقات اور اسلام کے معاصر فکری مباحث پر گراں قدر علمی خدمات انجام دی ہیں۔ ان کے مطابق اسلاموفوبیا صرف مذہبی اختلاف یا ثقافتی کشمکش کا نتیجہ نہیں بلکہ سیاسی، سماجی اور ابلاغی عوامل سے تشکیل پانے والا ایک پیچیدہ رجحان ہے، جو مسلمانوں کی اجتماعی شناخت اور معاشرتی شمولیت کو متاثر کرتا ہے۔ وہ اس امر پر زور دیتے ہیں کہ مغربی ذرائع ابلاغ اور سیاسی بیانیے اسلام کو اکثر یک رخی انداز میں پیش کرتے ہیں، جس سے تعصب اور غلط فہمیوں کو تقویت ملتی ہے۔ طارق رمضان کے نزدیک اس صورتِ حال کا مؤثر حل بین المذاہب مکالمے، علمی دیانت، باہمی احترام اور انصاف پر مبنی سماجی تعلقات کے فروغ میں مضمر ہے۔ تاہم ان کی تحقیقات کا بنیادی مرکز مسلم شناخت، شہری شمولیت اور بین الثقافتی ہم آہنگی ہے، جبکہ ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کا اسلامی اصولِ عدل وانصاف کی روشنی میں منظم تجزیہ ان کے ہاں بھی نمایاں طور پر موجود نہیں، جو زیرِ نظر تحقیق کی انفرادیت کو واضح کرتا ہے۔[40]

معاصر مسلم اور غیر مسلم محققین کے علمی لٹریچر کے مجموعی جائزے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلاموفوبیا اور بالخصوص ڈیجیٹل اسلاموفوبیا پر مختلف علمی زاویوں سے قابلِ قدر تحقیق کی گئی ہے۔ غیر مسلم محققین نے اس مسئلے کو زیادہ تر سیاسیات، میڈیا اسٹڈیز، عمرانیات، ثقافتی مطالعات اور انسانی حقوق کے تناظر میں زیرِ بحث لاتے ہوئے

---

[38] Awan, Islamophobia in Cyberspace, 24–46.

[39] Tahir Abbas, ed., Islamophobia and Radicalisation: Breeding Intolerance and Violence (London: Hurst & Company, 2019), 15–36.

[40] Tariq Ramadan, Western Muslims and the Future of Islam (New York: Oxford University Press, 2004), 63–89.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337
Vol.4 No.1 2026

اسلاموفوبیا کے تاریخی پس منظر، مغربی ذرائع ابلاغ کے کردار، ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر نفرت انگیز بیانیوں، ریاستی پالیسیوں اور سماجی اثرات کا گہرائی سے تجزیہ کیا ہے۔ دوسری جانب مسلم محققین نے مسلم شناخت، بین المذاہب تعلقات، تہذیبی مکالمے، سماجی انصاف اور اسلاموفوبیا کے فکری و اخلاقی مضمرات کو زیادہ نمایاں کیا ہے اور مسلمانوں کے خلاف منفی بیانیوں کے اسباب و نتائج پر علمی بحث پیش کی ہے۔ تاہم دونوں طبقات کی تحقیقات کا مجموعی مطالعہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اگرچہ اسلاموفوبیا کے سماجی، سیاسی، ابلاغی، نفسیاتی اور ثقافتی پہلوؤں پر خاطر خواہ توجہ دی گئی ہے، لیکن اسلامی اصولِ عدل و انصاف، تحقیقِ خبر (تبین)، احترامِ انسانیت، دیانت اور غیر جانب داری کو بطور مستقل نظریاتی و تجزیاتی فریم ورک (Theoretical and Analytical Framework) اختیار کرتے ہوئے ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کا منظم مطالعہ نہیں کیا گیا۔ یہی وہ تحقیقی خلا (Research Gap) ہے جسے زیرِ نظر تحقیق پُر کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اس مقالے میں ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کا تجزیہ صرف ایک سماجی یا ابلاغی مسئلہ سمجھ کر نہیں، بلکہ قرآنِ مجید، سنتِ نبوی ﷺ اور اسلامی اصولِ عدل و انصاف کی روشنی میں کیا گیا ہے، تاکہ اس مسئلے کے اخلاقی، فکری اور ابلاغی پہلوؤں کو ایک جامع اسلامی تناظر میں سمجھا جا سکے۔ یہی اس تحقیق کی انفرادیت اور علمی اضافہ (Original Contribution) ہے۔

ڈیجیٹل اسلاموفوبیا: معاصر علمی لٹریچر کی درجہ بندی

ڈیجیٹل اسلاموفوبیا پر دستیاب معاصر علمی لٹریچر کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ اس موضوع پر ہونے والی تحقیقات کو عمومی طور پر تین بنیادی زمروں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: (1) معاصر مغربی علمی لٹریچر، (2) معاصر مسلم علمی لٹریچر، اور (3) پاکستانی و اردو علمی لٹریچر۔ ان تینوں زمروں نے ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کے تاریخی، سماجی، سیاسی، ابلاغی اور فکری پہلوؤں پر اہم علمی خدمات انجام دی ہیں، تاہم ان کے تحقیقی زاویے، نظریاتی بنیادیں، تحقیقی مناہج (Methodologies) اور نتائج ایک دوسرے سے نمایاں طور پر مختلف ہیں۔ یہی تنوع اس موضوع کے جامع فہم کے لیے مختلف علمی روایتوں کا تقابلی مطالعہ ناگزیر بناتا ہے۔

الف۔ معاصر مغربی علمی لٹریچر (Contemporary Western Scholarly Literature)

معاصر مغربی علمی لٹریچر میں اسلاموفوبیا کو بنیادی طور پر سیاسی، سماجی، ثقافتی اور ابلاغی تناظر میں سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس فکری روایت کی بنیاد Edward W. Said کی کتاب Orientalism سے استوار ہوتی ہے، جس میں انہوں نے واضح کیا کہ مغربی علمی روایت نے مشرق اور اسلام کی ایسی نمائندگی (Representation) تشکیل دی جس میں مسلمانوں کو "دوسرا" (The Other)، پسماندہ اور خطرناک تہذیب کے طور پر پیش کیا گیا۔ یہ تصور بعد ازاں اسلاموفوبیا سے متعلق علمی مباحث کے لیے ایک اہم نظریاتی بنیاد فراہم کرتا ہے۔[41] بعد کے محققین نے اسلاموفوبیا کو ایک منظم سماجی، سیاسی اور ابلاغی بیانیہ قرار دیتے ہوئے اس کے پس پردہ ریاستی پالیسیوں، ذرائع ابلاغ، تھنک ٹینکس اور طاقت کے ڈھانچوں کے کردار کو نمایاں کیا۔ ان محققین کے نزدیک جدید ڈیجیٹل میڈیا اور سوشل میڈیا پلیٹ فارمز نے اسلاموفوبک بیانیوں کی تشکیل، اشاعت اور عالمی سطح پر ترویج میں غیر معمولی کردار ادا کیا ہے۔[42] تنقیدی طور پر دیکھا جائے تو مغربی علمی لٹریچر اسلاموفوبیا کے تاریخی، سیاسی، سماجی اور ابلاغی عوامل کی مؤثر وضاحت کرتا ہے، تاہم اس کے تجزیاتی مناہج زیادہ تر سیکولر سماجی علوم اور میڈیا اسٹڈیز تک محدود ہیں۔ اس میں اسلامی اصولِ عدل، تحقیقِ خبر، انسانی وقار اور اخلاقی ذمہ داری کو بطور مستقل تجزیاتی فریم ورک شامل نہیں کیا گیا، جس کے باعث یہ مطالعات اسلامی علمی تناظر میں ایک اہم نظریاتی خلا (Research Gap) چھوڑتے ہیں، جسے زیرِ نظر تحقیق پُر کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

ب۔ معاصر مسلم علمی لٹریچر (Contemporary Muslim Scholarly Literature)

معاصر مسلم محققین نے اسلاموفوبیا کو زیادہ تر اسلامی تہذیب، مسلم شناخت، بین المذاہب تعلقات اور مغربی معاشروں میں مسلمانوں کو درپیش سماجی و سیاسی چیلنجز کے تناظر میں بیان کیا ہے۔ Salman Sayyid نے اسلاموفوبیا کو مسلم شناخت اور نوآبادیاتی فکری ڈھانچوں (Postcolonial Structures) سے جوڑتے ہوئے اسے ایک سیاسی و تہذیبی بیانیہ قرار دیا،[43] جبکہ Tariq Ramadan نے مغربی معاشروں میں مسلم شہریت، مذہبی آزادی اور بین الثقافتی مکالمے کی اہمیت کو

[41] Said, Orientalism , 1–28.
[42] Allen, Islamophobia
[43] Sayyid, Recalling the Caliphate.

اجاگر کیا۔[44] اسی طرح Imran Awan اور Tahir Abbas نے ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ، آن لائن نفرت انگیزی، مسلم اقلیتوں اور سماجی انضمام سے متعلق اہم تحقیقی خدمات انجام دیں۔[45] ان مطالعات سے واضح ہوتا ہے کہ مسلم محققین نے اسلاموفوبیا کے مذہبی، اخلاقی، سماجی اور ابلاغی پہلوؤں کو نمایاں کیا ہے، تاہم اسلامی اصولِ عدل، تحقیقِ خبر، احترامِ انسانیت اور اخلاقی ذمہ داری کو ایک جامع تجزیاتی فریم ورک کے طور پر اختیار کرتے ہوئے ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کا منظم تجزیہ ابھی بھی محدود ہے۔ یہی خلا زیرِ نظر تحقیق کی علمی بنیاد اور انفرادیت کو واضح کرتا ہے۔

ج۔ پاکستانی اور اردو علمی لٹریچر (Pakistani and Urdu Scholarly Literature)

پاکستانی علمی حلقوں میں گزشتہ چند برسوں کے دوران اسلاموفوبیا اور ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ سے متعلق قابلِ قدر تحقیقی کام سامنے آیا ہے۔ مبشر حسین اور جمیل اختر نے اسلاموفوبیا کے بنیادی اسباب، اس کے سماجی و فکری محرکات اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس کے تدارک پر بحث کی ہے۔[46] اسی طرح فاروق حسن، ریاض احمد سعید اور صباح ناز نے سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں اسلاموفوبیا کے عالمی رجحانات اور ان کے انسداد کے اسلامی اصولوں کا تجزیہ پیش کیا ہے۔[47] مزید برآں خدیجہ عزیز اور صفینہ درانی نے ڈیجیٹل دور میں نفرت انگیز تقاریر اور اسلاموفوبیا کا مطالعہ کرتے ہوئے سیرتِ نبوی ﷺ کی ابلاغی اخلاقیات کو ایک مؤثر حل کے طور پر پیش کیا ہے۔[48] ان مطالعات سے واضح ہوتا ہے کہ پاکستانی محققین نے اسلاموفوبیا، ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ اور اسلامی ابلاغی اخلاقیات کے مختلف پہلوؤں پر اہم علمی خدمات انجام دی ہیں، تاہم دستیاب لٹریچر میں اسلامی اصولِ عدل و انصاف کو ایک جامع تجزیاتی فریم ورک (Analytical Framework) کے طور پر استعمال کرتے ہوئے ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کا منظم اور مربوط تجزیہ میری نظر سے نہیں گزرا۔ یہی پہلو زیرِ نظر تحقیق کی علمی انفرادیت اور تحقیقی خلا کو واضح کرتا ہے۔

معاصر علمی لٹریچر اس بات پر متفق ہے کہ ڈیجیٹل میڈیا نے اسلاموفوبیا کی نوعیت، رفتار اور اثرات میں نمایاں اضافہ کیا ہے۔ سوشل میڈیا، سرچ انجنز اور دیگر آن لائن پلیٹ فارمز نے جہاں معلومات کی ترسیل کو آسان بنایا، وہیں غلط معلومات، نفرت انگیز بیانیوں اور مذہبی تعصبات کے پھیلاؤ کو بھی تقویت دی۔ اسی وجہ سے اسلاموفوبیا اب صرف روایتی ذرائع ابلاغ کا مسئلہ نہیں بلکہ ایک اہم ڈیجیٹل اور ابلاغی چیلنج بن چکا ہے۔[49] معاصر محققین کے مطابق سوشل میڈیا کے الگورتھمز اور پلیٹ فارمز کا Engagement-Based نظام جذباتی اور متنازع مواد کو زیادہ نمایاں کرتا ہے، جس کے نتیجے میں اسلام اور مسلمانوں سے متعلق منفی تصورات تیزی سے پھیلتے ہیں۔ ان محققین کے مطابق یہ رجحان صرف مذہبی تعصب نہیں بلکہ سیاسی، ابلاغی اور سماجی عوامل سے بھی گہرا تعلق رکھتا ہے۔[50] تاہم موجودہ لٹریچر کی ایک نمایاں حد یہ ہے کہ اس میں اسلاموفوبیا کی تشریح تو موجود ہے، لیکن اس کے اخلاقی حل یا منصفانہ ابلاغی معیار پر نسبتاً کم بحث کی گئی ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے ابلاغ کا بنیادی معیار عدل، تحقیقِ خبر، دیانت اور انسانی وقار کا احترام ہے۔ اس لیے تحقیق کے بغیر معلومات کی اشاعت، عمومی تعمیم اور جانبدارانہ بیانیہ اسلامی اخلاقیات سے متصادم ہے۔

44 Ramadan, Western Muslims and the Future of Islam.

45 Awan, Islamophobia in Cyberspace.

46 Dr. Mubasher Hussain , “اسلاموفوبیا کے بنیادی محرکات: تجزیہ و تدارک (The Root Causes of Islamophobia: Analysis and Remedies),” معارفِ اسلامی 22, no. 1 (2023).
AIOU Journals

47 Farooq Hassan, “Rising Trends of Islamophobia from the Western World and Its Eradication: An Exploratory Study in the Light of the Seerah of Prophet Muhammad (PBUH),” Pakistan Journal of Qur'ānic Studies 2, no. 2 (2023): 86–97.
IUB Journals

48 Khadija Aziz and Safina Durrani, “ ڈیجیٹل دور میں اسلاموفوبیا: سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں اسلامی ابلاغی اخلاقیات کے ذریعے نفرت انگیز تقاریر کا مقابلہ,” Pakistan Islamicus 5, no. 03-SE (2025): 9–12.
PAKISTAN ISLAMICUS
میری ایک اور علمی تجویز

49 Emily Lynell Edwards, Digital Islamophobia: Mapping the Online Construction of Anti-Muslim Hate (Oakland: University of California Press, 2024), 15–36.

50 Eli Pariser, The Filter Bubble: What the Internet Is Hiding from You (New York: Penguin Press, 2011), 9–35.

اس تحقیق کے نزدیک ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کا مؤثر تدارک صرف تکنیکی اصلاحات سے ممکن نہیں بلکہ اس کے لیے اخلاقی ذمہ داری، ذمہ دارانہ ابلاغ اور اسلامی اصولِ عدل وانصاف پر مبنی معلوماتی رویّوں کا فروغ بھی ضروری ہے۔ یہی زاویۂ نظر موجودہ تحقیق کو سابقہ مطالعات سے ممتاز کرتا ہے۔

اسلامی اصولِ عدل وانصاف کی روشنی میں ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کا تجزیاتی فریم ورک (Analytical Framework)

اس تحقیق میں ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کا تجزیہ اسلامی اصولِ عدل وانصاف پر مبنی ایک اخلاقی و نظریاتی فریم ورک کے تحت کیا گیا ہے۔ اگرچہ معاصر مطالعات اسلاموفوبیا کو عموماً سماجی، سیاسی، ابلاغی اور ثقافتی نظریات کی روشنی میں بیان کرتے ہیں، تاہم زیرِ نظر تحقیق میں قرآنِ مجید اور سنتِ نبوی ﷺ سے ماخوذ اصولوں کو بنیادی تجزیاتی معیار بنایا گیا ہے۔ اس فریم ورک کا مقصد ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ میں اسلام اور مسلمانوں سے متعلق پھیلنے والے بیانیوں، معلومات اور ابلاغی رویّوں کو عدل، تحقیقِ خبر، غیر جانبداری، احترامِ انسانیت اور امانتِ معلومات جیسے اسلامی اصولوں کی روشنی میں جانچنا ہے، تاکہ ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کے اسباب، اثرات اور ممکنہ تدارک کا ایک جامع اخلاقی وعلمی تجزیہ پیش کیا جاسکے۔

یہ تجزیاتی فریم ورک پانچ بنیادی اصولوں پر مشتمل ہے: عدل (Justice)، تحقیقِ خبر (Verification of Information)، احترامِ انسانیت (Human Dignity)، غیر جانبداری (Impartiality) اور امانتِ معلومات (Ethical Responsibility in Communication)۔ انہی اصولوں کی روشنی میں ڈیجیٹل اسلاموفوبیا، سوشل میڈیا کے بیانیوں، غلط معلومات، مذہبی تعصب اور آن لائن ابلاغ کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ تحقیق کا بنیادی مفروضہ یہ ہے کہ اگر ڈیجیٹل ابلاغ میں ان اسلامی اصولوں کو معیار بنایا جائے تو معلومات کی صحت، انصاف، ذمہ دارانہ ابلاغ اور بین المذاہب احترام کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ اسی بنیاد پر معاصر علمی لٹریچر کا تقابلی مطالعہ کرتے ہوئے یہ جانچا گیا ہے کہ موجودہ نظریات ان اصولوں سے کس حد تک ہم آہنگ ہیں اور کن پہلوؤں میں تحقیقی خلا موجود ہے۔ اس اعتبار سے یہ فریم ورک جدید میڈیا اسٹڈیز اور اسلامی اخلاقی فکر کے درمیان ایک مربوط نظریاتی بنیاد فراہم کرتا ہے، جو اس تحقیق کی نمایاں انفرادیت ہے۔

اصولِ عدل اور غیر جانبدار ابلاغ (Justice and Impartial Communication)

اسلام میں عدل ہر قسم کے انفرادی، اجتماعی اور ابلاغی معاملات کی بنیادی اساس ہے۔ قرآنِ مجید واضح طور پر ہدایت دیتا ہے کہ کسی فرد یا گروہ سے اختلاف یا دشمنی بھی انصاف کے تقاضوں سے انحراف کا سبب نہیں بنی چاہیے۔

"وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰٓ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ"[51]

اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو، یہی تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے عدل کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ، مِنْهُمْ: إِمَامٌ عَادِلٌ"[52]

"سات قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا... ان میں ایک عادل حکمران بھی ہے۔"

ان نصوص سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں عدل ایک آفاقی اخلاقی اصول ہے جو مذہب، نسل، قومیت اور ذاتی تعلقات سے بالاتر ہو کر ہر انسان کے ساتھ منصفانہ رویے کا تقاضا کرتا ہے۔ اسی بنا پر کسی مذہبی یا نسلی گروہ کو چند افراد کے اعمال کی بنیاد پر موردِ الزام ٹھہرانا یا اس کے بارے میں عمومی تعمیمات قائم کرنا اسلامی اصولِ عدل کے منافی ہے۔

[51] القرآن، 8:5

[52] محمد بن إسماعيل البخاري، الجامع الصحيح، كتاب الأذان، باب فضل الإمام العادل، رقم الحديث: 660.

ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

جاسر عودہ کے مطابق مقاصدِ شریعت کا بنیادی مقصد عدل، انسانی وقار اور معاشرتی خیر کا قیام ہے۔ ان کے نزدیک ہر وہ قانون، پالیسی یا ابلاغی رویہ جو تعصب، ناانصافی یا انسانی حقوق کی پامالی کا باعث بنے، مقاصدِ شریعت سے ہم آہنگ نہیں۔ اس تناظر میں ڈیجیٹل ابلاغ بھی عدل، غیر جانبداری اور ذمہ دارانہ اظہارِ رائے کے انہی اصولوں کا پابند ہونا چاہیے۔[53]

موجودہ ڈیجیٹل ماحول میں اسلاموفوبیا کے فروغ میں عمومی تعمیمات (Generalizations)، منفی دقیانوسی تصورات (Stereotypes) اور جانبدارانہ ابلاغی بیانیے نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔ اسلامی اصولِ عدل کی روشنی میں ایسے بیانیے نہ صرف اخلاقی اعتبار سے ناقابلِ قبول ہیں بلکہ سماجی انصاف، مذہبی رواداری اور بین المذاہب احترام کے بھی منافی ہیں۔ اس لیے ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ میں غیر جانبدارانہ اور ذمہ دارانہ ابلاغ کو فروغ دینا اسلاموفوبیا کے مؤثر تدارک کے لیے ناگزیر ہے۔

تحقیقِ خبر اور غلط معلومات کا تدارک (Verification of Information and Countering Misinformation)

اسلامی تعلیمات میں خبر کی تحقیق (Verification of Information) کو عدل و انصاف کے قیام اور معاشرتی امن کے لیے بنیادی اصول قرار دیا گیا ہے۔

قرآنِ مجید واضح ہدایت دیتا ہے کہ کسی خبر کو قبول کرنے یا اس کی بنیاد پر فیصلہ کرنے سے قبل اس کی تحقیق ضروری ہے، تاکہ کسی فرد یا گروہ کے ساتھ ناانصافی نہ ہو۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ"[54]

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم لاعلمی میں کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو، پھر اپنے کیے پر پشیمان ہونا پڑے۔

اسی اصول کی وضاحت کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"كَفَىٰ بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ"[55]

آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات آگے بیان کر دے۔

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو حکم دیا ہے کہ وہ کسی خبر پر اعتماد کرنے سے پہلے اس کی تحقیق کریں، کیونکہ بغیر تحقیق خبر قبول کرنا ظلم اور غلط فیصلے کا سبب بن سکتا ہے۔[56]

موجودہ ڈیجیٹل ماحول میں، جہاں جعلی خبریں (Fake News)، مصنوعی ذہانت سے تیار کردہ مواد (AI-generated Content)، ترمیم شدہ تصاویر اور گمراہ کن معلومات لمحوں میں لاکھوں افراد تک پہنچ جاتی ہیں، یہ قرآنی اصول پہلے سے کہیں زیادہ اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ جدید میڈیا ایتھکس بھی Fact-Checking اور Verification کو ذمہ دارانہ صحافت اور معتبر ابلاغ کی بنیادی شرط قرار دیتی ہے۔ اس تناظر میں تحقیقِ خبر کا اسلامی اصول نہ صرف مذہبی تعلیم ہے بلکہ عصرِ حاضر کے ڈیجیٹل ابلاغ کے لیے بھی ایک مؤثر اخلاقی اور عملی معیار فراہم کرتا ہے، جو اسلاموفوبک بیانیوں اور غلط معلومات کے تدارک میں بنیادی کردار ادا کر سکتا ہے۔

احترامِ انسانیت اور ذمہ دارانہ ابلاغ (Human Dignity and Responsible Communication)

اسلام ہر انسان کے وقار، عزت اور بنیادی انسانی حقوق کے تحفظ کو نہایت اہمیت دیتا ہے۔ قرآنِ مجید نے تمام انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ عزت و تکریم کا مستحق قرار دیا ہے، اس لیے کسی فرد یا گروہ کی مذہبی، نسلی یا ثقافتی شناخت کی بنیاد پر تحقیر، تمسخر یا نفرت انگیز رویہ اختیار کرنا اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔

---

[53] Jasser Auda, Maqasid al-Shariah as Philosophy of Islamic Law: A Systems Approach (London: The International Institute of Islamic Thought, 2008), 21–25.

[54] القرآن الكريم، 49:6

[55] مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، حدیث: 5-

[56] إسماعيل بن عمر ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، تحقيق: سامي بن محمد سلامة (الرياض: دار طيبة، 1999)، ج 7، ص 363. (تفسیرِ سورۃ الحجرات، آیت 6)

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

سورۃ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں!

''وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ''[57]

اور بے شک ہم نے بنی آدم کو عزت و تکریم عطا کی ہے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے انسانی جان، مال اور عزت کی حرمت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

"إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ"[58]

بلاشبہ تمہارا خون، تمہارا مال اور تمہاری عزت ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں۔

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو عزت و شرافت عطا فرمائی ہے، لہٰذا کسی انسان کی تذلیل، تحقیر یا اس کی عزت کو مجروح کرنا اس الٰہی تکریم کے منافی ہے۔[59] معاصر اسلامی مفکر محمد الطاہر ابن عاشور کے مطابق انسانی وقار (Human Dignity) مقاصدِ شریعت کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے، اور اسلامی شریعت کا مقصد ایسا معاشرہ قائم کرنا ہے جہاں ہر انسان کی عزت، آزادی اور بنیادی حقوق محفوظ رہیں۔ اس تناظر میں نفرت انگیز ابلاغ، مذہبی تعصب اور کسی مخصوص گروہ کے خلاف امتیازی بیانیہ نہ صرف انسانی وقار بلکہ مقاصدِ شریعت کی بھی خلاف ورزی ہے۔[60]

ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کے تناظر میں سوشل میڈیا اور دیگر آن لائن ذرائع پر مسلمانوں کے خلاف نفرت انگیز زبان، مذہبی شناخت کی تضحیک، توہین آمیز مواد اور امتیازی بیانیے انسانی وقار اور ذمہ دارانہ ابلاغ کے اسلامی اصولوں سے متصادم ہیں۔ اس لیے احترامِ انسانیت، باہمی رواداری اور ذمہ دارانہ ابلاغ ایسے بنیادی اخلاقی اصول ہیں جو ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کے مؤثر تدارک اور پرامن سماجی تعلقات کے فروغ میں کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں۔

امانتِ معلومات اور اخلاقی ذمہ داری (Ethical Responsibility in Communication)

اسلامی تعلیمات کے مطابق معلومات کی ترسیل ایک امانت ہے، جس میں صداقت، دیانت اور ذمہ داری بنیادی تقاضے ہیں۔ قرآنِ مجید سچائی اختیار کرنے اور امانت ادا کرنے کی تلقین کرتا ہے،

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ "[61]

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

جبکہ رسول اللہ ﷺ نے خبر کی درستگی اور سچائی کو ایمان دار کی بنیادی صفت قرار دیا ہے

"عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ، فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ"[62]

تم سچائی کو لازم پکڑو، کیونکہ سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔۔

اس لیے غیر مصدقہ یا گمراہ کن معلومات کی اشاعت اسلامی اخلاقیات کے منافی ہے اور ڈیجیٹل اسلاموفوبیا جیسے مسائل کے فروغ کا سبب بن سکتی ہے۔

مندرجہ بالا بحث سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی اصولِ عدل و انصاف ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کے تجزیے کے لیے ایک جامع اخلاقی اور نظریاتی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ عدل و غیر جانبداری، تحقیقِ خبر، احترامِ انسانیت اور امانتِ معلومات جیسے اصول نہ صرف اسلاموفوبک بیانیوں کی نشاندہی کرتے ہیں بلکہ ان کے مؤثر تدارک کے لیے بھی واضح رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ معاصر علمی لٹریچر اگرچہ ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کے سماجی، سیاسی اور ابلاغی اسباب کی وضاحت کرتا ہے، تاہم اسلامی اخلاقی اصولوں کو ایک منظم

---

[57] القرآن 70:17

[58] محمد بن إسماعيل البخاري، الجامع الصحيح، كتاب الحج، باب الخطبة أيام منى، حديث: 1739؛ ومسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، كتاب القسامة، حديث: 1679۔

[59] محمد بن أحمد الأنصاري القرطبي، الجامع لأحكام القرآن (القاهرة: دار الكتب المصرية، 1964)، ج 10، ص 302۔ (تفسير سورة الإسراء، آيت 70)

[60] محمد الطاهر بن عاشور، مقاصد الشريعة الإسلامية (عمان: دار النفائس، 2001)، 279–286۔

[61] القرآن الكريم، 119:9

[62] مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب قبح الكذب وحسن الصدق، حديث: 2607۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

تجزیاتی فریم ورک کے طور پر اختیار کرنے کی کوشش نسبتاً محدود ہے۔ اسی علمی خلا کو پُر کرتے ہوئے موجودہ تحقیق یہ مؤقف پیش کرتی ہے کہ اسلامی اصولِ عدل وانصاف پر مبنی ذمہ دارانہ ابلاغ ہی ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کے تدارک اور منصفانہ، متوازن اور باوقار ڈیجیٹل ماحول کے قیام کے لیے ایک مؤثر نظریاتی بنیاد فراہم کر سکتا ہے۔

نتائج (Conclusion)

- اس تحقیق سے یہ واضح ہوا کہ معاصر علمی لٹریچر ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کو بنیادی طور پر ایک سماجی، سیاسی اور ابلاغی مسئلہ قرار دیتا ہے۔ بیشتر مغربی اور مسلم محققین نے اس کے اسباب، ذرائع اور سماجی اثرات کا تجزیہ کیا ہے، تاہم اس کے اخلاقی اور اقداری تجزیے پر نسبتاً کم توجہ دی گئی ہے۔
- تحقیق سے یہ بھی سامنے آیا کہ موجودہ مطالعات میں اسلامی اصولِ عدل وانصاف کو ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کے تجزیے کے لیے ایک مستقل نظریاتی فریم ورک کے طور پر محدود توجہ حاصل ہوئی ہے۔ یہی علمی خلا موجودہ تحقیق کی بنیاد بنا، جس میں قرآنی اور نبوی تعلیمات کی روشنی میں اس مسئلے کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔
- تحقیق سے معلوم ہوا کہ سوشل میڈیا کے الگورتھمز، فلٹر ببلز (Filter Bubbles) اور ایکو چیمبرز (Echo Chambers) صارفین تک یک طرفہ اور اشتعال انگیز مواد کی رسائی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں منفی تصورات، غلط معلومات اور تعصبات تیزی سے پھیلتے ہیں، جو ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کو مزید تقویت دیتے ہیں۔
- اس تحقیق نے واضح کیا کہ اسلامی تعلیمات کے بنیادی اصول، جیسے عدل، تحقیقِ خبر، احترامِ انسانیت، غیر جانبداری اور امانتِ معلومات، ذمہ دارانہ ڈیجیٹل ابلاغ کے لیے ایک جامع اخلاقی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ اگر ان اصولوں کو عملی طور پر اپنایا جائے تو اسلاموفوبیا سمیت دیگر نفرت انگیز بیانیوں کے تدارک میں مؤثر پیش رفت ممکن ہے۔
- اس تحقیق کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں جدید میڈیا اسٹڈیز اور اسلامی اخلاقی فکر کو باہم مربوط کرتے ہوئے ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کے تجزیے کے لیے ایک جامع نظریاتی ماڈل پیش کیا گیا ہے۔ یہ ماڈل نہ صرف موجودہ علمی خلا کو پُر کرتا ہے بلکہ مستقبل کی تحقیقات کے لیے بھی ایک مضبوط علمی بنیاد فراہم کرتا ہے۔
- اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ موجودہ علمی لٹریچر میں ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کا تجزیہ زیادہ تر تکنیکی، سماجی اور سیاسی عوامل کی بنیاد پر کیا گیا ہے، جبکہ اخلاقی اور دینی اصولوں کو نسبتاً کم اہمیت دی گئی ہے۔ اس وجہ سے مسئلے کے جامع اور دیرپا حل کے لیے ایک متوازن اخلاقی فریم ورک کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔
- تحقیق سے یہ بات سامنے آئی کہ اسلامی تعلیمات کے اصولِ عدل، صداقت، تحقیقِ خبر اور احترامِ انسانیت جدید میڈیا ایتھکس کے بنیادی اصولوں، جیسے Accuracy، Fact-Checking اور Responsible Communication، سے ہم آہنگ ہیں۔ اس امر سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی اخلاقیات جدید ابلاغی چیلنجز سے نمٹنے کی مؤثر صلاحیت رکھتی ہیں۔
- اس تحقیق نے واضح کیا کہ ڈیجیٹل اسلاموفوبیا کے فروغ میں غیر مصدقہ معلومات، جعلی خبریں اور جانبدارانہ بیانیے بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ ایسے مواد کی تیز رفتار اشاعت عوامی رائے پر منفی اثر ڈالتی ہے اور مسلمانوں کے بارے میں غلط تصورات کو تقویت دیتی ہے۔
- تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ ذمہ دارانہ اور غیر جانبدار ابلاغ مختلف مذاہب اور ثقافتوں کے درمیان اعتماد، احترام اور مکالمے کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس کے برعکس نفرت انگیز اور جانبدارانہ مواد سماجی تقسیم اور مذہبی تعصبات میں اضافہ کرتا ہے۔
- یہ تحقیق اس نتیجے پر پہنچی کہ اسلامی اصولِ عدل وانصاف کو جدید میڈیا اسٹڈیز کے ساتھ مربوط کر کے نہ صرف ڈیجیٹل اسلاموفوبیا بلکہ دیگر مذہبی، نسلی اور ثقافتی تعصبات کے مطالعے کے لیے بھی ایک قابلِ عمل اور جامع تحقیقی ماڈل پیش کیا جاسکتا ہے، جو آئندہ علمی تحقیقات کے لیے نئی راہیں ہموار کرتا ہے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

مصادر ومراجع (References)

1. القرآن الكريم.
2. البخاري، محمد بن إسماعيل. الجامع الصحيح.
3. مسلم بن الحجاج. صحيح مسلم.
4. ابن كثير، إسماعيل بن عمر. تفسير القرآن العظيم. تحقيق: سامي بن محمد سلامة. الرياض: دار طيبة، 1999.
5. القرطبي، محمد بن أحمد الأنصاري. الجامع لأحكام القرآن. القاهرة: دار الكتب المصرية، 1964.
6. الشاطبي، أبو إسحاق إبراهيم بن موسى. الموافقات في أصول الشريعة. بيروت: دار المعرفة.
7. ابن عاشور، محمد الطاهر. مقاصد الشريعة الإسلامية. عمان: دار النفائس، 2001.
8. القرضاوي، يوسف. الحلال والحرام في الإسلام. القاهرة: مكتبة وهبة.

9.Auda, Jasser. Maqasid al-Shariah as Philosophy of Islamic Law: A Systems Approach. London: The International Institute of Islamic Thought, 2008.
10.Said, Edward W. Orientalism. New York: Pantheon Books, 1978.
11,Allen, Chris. Islamophobia. Farnham: Ashgate, 2010.
12,Lean, Nathan. The Islamophobia Industry: How the Right Manufactures Fear of Muslims. London: Pluto Press, 2012.
13,Kumar, Deepa. Islamophobia and the Politics of Empire. Chicago: Haymarket Books, 2012.
14.Esposito, John L. The Future of Islam. New York: Oxford University Press, 2010
15.Bleich, Erik. "What Is Islamophobia and How Much Is There? Theorizing and Measuring an Emerging Comparative Concept." American Behavioral Scientist 55, no. 12 (2011): 1581–1600.